



URDU Gif Format

سچن السبوح کے باغ کا دامن

دامان باغ

سچن السبوح

۱۴۰۷ھ

مصنف: اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

## دامان باغ سخن السبوح

(سخن السبوح کے باغ کا دامن)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شروع تین اس مسئلہ میں کہ دیوبند کا پڑھا ہوا ایک مولوی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹا ہو سکتا ہے اور اس پر دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو اگر اللہ تعالیٰ نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے اور خدا نہیں کر سکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا ضرور ان سب باتوں پر قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے جن پر آدمی کو قدرت نہیں، انسانی کو اپنے کذب پر قدرت اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے، اور اس دلیل کو کہتا ہے کہ یہ ایسی قاطع دلیل ہے کہ جس کا جواب نہیں ہو سکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمائیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں۔ جتنو اتو خبروا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ ت)

### الجواب

سبحن اللہ رب العرش عما یصفون (پاک ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت) اللہ عز و جل مسلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی نہ دیوبندی کہ دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ ان کے امام امینعل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت و گمراہی و بددینی ہے جس میں بلا مبالغہ ہزار باوجود سے کفر لڑی ہے، جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہو جاتا ہے اگرچہ ہم باتسبع

جس پر متکلیف کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے اور قتال مضل بدین کہنے پر قناعت کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی دافی رسالہ مسیحی بر سبطون السبوح عن کذب مقبوح درست ہوئی  
چھپ کر شائع ہو چکا اور گتہ گوہر یوں دیوبندیوں وغیرہم و مایوں کسی سے اس کا جواب نہ ہو سکا نہ ان شاء اللہ  
الغریہ قیامت تک ہو سکے،

حققت علیہم کلمۃ العذاب بما کذبوا سر بہم  
و بما کانوا یفسقون اولئک اصمہم اللہ  
واعمى ابصارہم فہم فی ظلیما نہم  
یعہون ۵

غذاب کا قول ان پر ٹھیک اترا بسبب اس کے کہ  
انہوں نے اپنے رب کی طرف جھوٹ کو منسوب کیا اور  
اس سبب سے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے یہی لوگ ہیں  
جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھوں کو  
اندھا کر دیا پس وہ اپنی کشتی میں سرگرداں رہتے ہیں (ت)  
میں نے اس رسالے میں تین سو نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال بالذات  
ہے اور یہ کہ اس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے، مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی  
عظمت اور اس کے کلام کی تعصیق ہو اگر کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے تو اس کے لئے یہی دعوت کافی ہیں، اول یہ کہ  
کذب ایسا گناہ پاک عیب ہے جس سے ہر حقوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چار بھی  
اپنی طرف اس کی نسبت سے مار رکھتا ہے اگر وہ اللہ عزوجل جلالہ کے لئے ممکن ہو تو وہ عیب ناقص ملوث گنہگار  
گنہگار و نجاست سے آلودہ ہو سکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے، مسلمان تو مسلمان  
کہ اس کے لئے اس کے رب کی امانی، ادنیٰ سمجھ والے یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا  
نہ کرے گا، پاکی ہے اسے جس کے سر پر وہ عزت و جلال کے گرد کسی عیب و نقص کا گرد قطعا محال بالذات ہے  
جس کی عظمت و قدوسیّت کو ہر لوث و آلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے،

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب  
نقص باتفاق العقلاء وهو علی اللہ تعالیٰ  
محال ۵

نیز مقصد سادس فصل ثالث مبحث سابع جملہ اہلسنت کے عقائد اجماعیہ میں فرماتے ہیں،  
طریقہ اہل السنۃ ان العالم حادث ۵ اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث و

الصانع قدیم متصف بصفات قدیمۃ و  
لا یصح علیہ الجہل ولا الکذب ولا النقص  
قویہ اسکا اور اس کا بتانے والا قدیم اور صفات  
قدیم سے موصوف ہے، نہ اس کا جہل ممکن ہے  
نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و  
نقص کا امکان ہے۔

دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہو تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، اور جب اس کا صدق ضروری رہا  
تو اس کی کون سی بات پر الطینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جھوٹ کہہ دی ہو، جب وہ  
جھوٹ بولی سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اسے کسی کا ڈر ہے یا اس پر  
کوئی حاکم و افسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا  
تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرما دیا ہے کہ میری سب باتیں سچی ہیں مگر جب  
اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرا تو دوسرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا الطینان رہا، ہو سکتا ہے کہ  
پہلا جھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذ اللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت و اسلام و ملت کسی کا اصل پتہ  
نہیں لگا رہتا، جزا و سزا و جنت و نار و حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا،  
تعالی اللہ عما یقولون الظالمون علواً کبیراً

کہتے ہیں۔ (ت)

علامہ سعد الدین تغتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفسد  
لا تحصی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی،  
منہا مقال الفلاسفۃ فی المعاد و مجال الملاحدۃ  
فی العناد و بطلان ما علیہ الاجماع من  
القطع بغلوط الکفار فی النار فمہ مسریم  
اخبار اللہ تعالیٰ یہ فحجوان عنہم  
وقوع مضمون ہذا الخبر محتمل  
ولما کان ہذا باطلاً قطعاً

اخبار الہیہ میں امکان کذب ماننے سے بے شمار  
خرابیاں اور اسلام میں ایسے طعنے سراٹھائیں گے  
جو پوشیدہ نہیں منجملہ ان کے معاد کے بارے  
میں فلاسفہ کا کلام، عناد پر مبنی بے دینوں کی جھڑ  
اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے جیسے اجماعی نظریات  
کا بطلان ہے باوجودیکہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ  
کی تصریح وارد ہے، چنانچہ اس خبر کے مضمون کے  
عدم وقوع کا جائز ہونا محتمل ہوا، اور جب یہ قطعاً

علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار الله باطل ہے تو معلوم ہوا کہ اخبار الہیہ میں امکان کذب  
تعالیٰ باطل قطعاً (ملفوظاً)۔ کا قول قطعاً باطل ہے (ملفوظاً)۔ (ت)

رہی دیوبندی کی دلیل و دلائل کی اپنی ایجاد نہیں، امام ابو ہاشمہ کی اختراع خبیثہ ہے، سبھی السبوح میں  
اس کے ہدیائوں کی پوری خدمت گزاری کر دی ہے یہاں چند حرف کافی محو ارش،

اولاً جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے وہاں کا خدا بھی خود اپنے واسطے کر سکتا ہے، تو  
جانتے ہو کہ ان کا خدا نہ کرے، شراب پیئے، چوری کرے، بتوں کو پوجے، پیشاب کرے، پاخانہ پھرے،  
اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈبائے، سربازدار بد معاشوں کے ساتھ دھول چکڑاڑے، جوتیاں کھائے  
وغیرہ وغیرہ وہ کون سی ناپاکی کون سی ذلت، کون سی خواری ہے جو ان کے خدا سے اٹھ رہے گی۔

ثانیاً یہ دین اس گھنڈ میں ہیں کہ انہوں نے خدا کا عیب ہونا فقط ممکن کہا ہے کوئی عیب بالفعل تو  
اسے نہ لگایا کمالاً کہ اول تو یہی ان کا گدھا ہے اس جلیل جلیل سبوح قدوس کی شان جلال کے لئے فقط امکان  
عیب ہی خود بڑا بھاری ہے کیا بتیاء فی سبکون السبوح وادھنناہ للفقوۃ مع حالہ من الوضوح (جیسا  
کہ ہم نے اس کو سبھی السبوح میں بیان کیا اور مگر انہوں کے لئے اس کا خوب وضاحت کی۔ ت) خیر یہ تو ایمان والے  
جانتے ہیں، میں وہ بتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائیں کہ بیشک انہوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا اور  
کتنا سخت سے سخت عیبی جانا بلکہ اس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی صاف صاف اس کی الوہیت ہی باطل کر دی، درج  
نئے جب ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے کہ اپنی  
ماں کی تواضع و خدمت کے لئے اس کے تلووں پر اپنی آنکھیں لے، اپنے باپ کی تعلیم و غلامی کے لئے اس کے  
جوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے تو ضرور ہے کہ وہاں کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ اسی تعلیم و تواضع و خدمت  
غلامی پر قادر ہو ورنہ انسان کی قدرت جو اس کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان  
کر سکا اور خدا سے نہیں ہو سکتا، اگر کھتا ہے اس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوتی کہ اس کے ماں باپ  
ہی نہیں تو اس میں اس زخم کا کیا علاج ہوا، مطلب تو اتنا تھا کہ ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے  
ہیں اور خدا سے نہیں ہو سکتا خواہ نہ ہو سکے کی کوئی وجہ ہو، لا جرم تمہارے طور پر ضرور ہے کہ خدا کے ماں باپ  
ہوں تاکہ وہ بھی ایسی سعادت مندی کر سکے جیسی انسان کر رہا ہے اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث  
ہو گا اور حادث خدا نہیں ہو سکتا، اس کا کوئی خالق ہو گا اور مخلوق خدا نہیں ہو سکتا، اب تو تم سمجھے کہ تم خدا کو



بالفعل عیبی مانتے اور سرے سے اس کی الوہیت ہی باطل کر رہے ہو۔

ہاں ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے ماں باپ نہ ہوں اور پھر بھی اسے ان سعادتمندیوں پر قدرت ہو، کہو تو بتا دیں، وہ یہ کہ وہاں یہ کہ خدا کسی دن اپنے آپ کو موت دے اور آدھا گرنے کے ہاتھوں کسی پرش کے جھوگ سے کسی استری کے گرجے میں دوسرا جنم لے اپنے ان آئندہ ماں باپوں کی غلامی کرے، مگر الوہیت تو یوں بھی گئی کہ جو ہر سکا وہ خدا کہاں!

مثال شاہنشاہ حق بدین نے اگرچہ مسلمانوں کا دل رکھنے کو اپنے رسالہ میکروزی میں جہاں یہ ناپاک دلیل ذیل نکلے ہے یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب ممکن بالذات ہونے پر بھی متنع بالغیر ضرور ہے مگر دلیل وہ پیش کی جس نے اعتناع بالغیر کو بھی صاف اڑا دیا، ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ متنع بالذات نہ متنع بالغیر بلکہ ہر روز و شب ہزاروں بار واقع تو کذب پر اس کی قدرت آزاد ہوئی جس پر کوئی روک نہیں اور برابر کام دے رہی ہے، مگر خدا کی قدرت بستہ مسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہیں اور شک نہیں کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے تو یوں کیا انسانی قدرت اس کی قدرت سے فائق نہ رہی باعتبار مقدورات کثرت نہ سہی تو باعتبار نفاذ کثرت نہ سہی، ناچار تھیں ضرور ہے کہ اعتناع بالغیر بھی نہ مانو کہ انسانی قدرت سے شرمنا تو نہ پڑے۔

دابعاً اس قول حبیبی کی جہانیں کہاں تک گئیں کہ وہ تو بلا مبالغہ کر ڈروں کفریات کا خمیر ہے، ہاں وہ پورے بے حقیقت گرہ کھولیں جو اس نے اپنا جادو پھر تک کر لگائی اور اپنی حماقت سے بہت کرتی گنتی جاتی، یہ چار طور پر ہے بعضہا قریب من بعض،

اولیٰ: ساری بات یہ ہے کہ احمق نے افعال انسانی کو خدا کی قدرت سے علحدہ سمجھا ہے کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے یہ رافضیوں معتزلیوں فلسفیوں کا مذہب ہے، اہلسنت کے نزدیک انسانی حیرانی تمام جہان کے افعال اقوال اعمال احوال سب اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، اور وہ کی قدرت ایک ظاہری قدرت ہے جسے تاثیر و ایجاد میں کچھ دخل نہیں تمام کائنات و ممکنات پر قدرت مؤثرہ خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے تو کذب ہو یا صدق، کفر ہو یا ایمان، حسن ہو یا قبح، طاعت ہو یا معصیت، انسان سے جو کچھ واقع ہو گا وہ اللہ ہی کا مقدر اللہ ہی کا مخلوق جو انہی کی قدرت ہی کی ایجاد پیدا ہو گا، پھر کیونکر ممکن کہ انسان کوئی فعل قدرت الہی سے جدا کر کے جس کے لئے وزن برابر کرنے کو خدا کو خود اپنے لئے بھی کر سکا پڑے، اسس عنایت و ہدایت کی کوئی حد ہے۔ مقاصد میں ہے،

فعل العبد واقع بقدر ما لا یقدر اللہ تعالیٰ  
و انما للعبد الکسب والمعتزلة بقدر ما لا یقدر اللہ تعالیٰ  
یعنی بندے کا ہر فعل اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے بندہ کا فقط کسب ہے اور معتزله و فلاسفہ

المجد صحتہ وال حکماء ایجاباً۔  
 کہتے ہیں کہ بندے کا فعل خود بندے کی قدرت سے  
 ہوتا ہے، معتزلہ کے نزدیک امکانی طور پر کہ قدرت بندہ سے وقوع فعل ممکن ہے واجب نہیں اور فلاسفہ کے  
 نزدیک وجہی طور پر کہ مختلف ممکن نہیں۔

دوم، اندھے سے پوچھو انسان کو کس کے کذب پر قدرت ہے اپنے یا خدا کے۔ ظاہر ہے کہ انسان  
 قادر ہے تو صرف کذب انسانی پر نہ کہ معاذ اللہ کذب ربانی پر۔ اور شک نہیں کہ کذب انسانی ضرور قدرت  
 ربانی میں ہے پھر اگر کذب ربانی قدرت ربانی میں نہ ہو تو قدرت انسانی کیونکر بڑھ گئی، وہ کذب ربانی پر کب تھی  
 اور جس پر تھی یعنی کذب انسانی اسے ضرور قدرت ربانی محیط ہے، مگر خدا جب وہی لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا  
 ہے، دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان اپنے کذب پر قادر ہے، اور یہی لفظ بارگاہِ عزت میں بول کر  
 دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے اور نہ سوجھا کہ وہاں اپنے سے انسان مراد تھا اور اب خدا مراد  
 ہو گیا، اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ اسی کی طرح کا کوئی کور باطن خیالی کرے کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح  
 کر سکتا ہے تو چاہئے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کر سکے ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی، تو خدا کے لئے  
 اور خدا و کار ہوا،

وہلہ جراتی غیر نہایہ و غیر قسار، کذلک اور کیسے پتا چل مالا نہایت تک، یونہی اللہ تعالیٰ  
 یطعم اللہ علی کل قلب متکبر جبار۔ ہر متکبر برکشت کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (ت)

سوم، ہم پوچھتے ہیں قدرت انسانی بڑھ جانے سے کیا مراد ہے، آیا یہ کہ انسان کے مقدرات  
 گنتی میں خدا کے مقدرات سے زائد ہو جائیں گے، یہ تو باہتہ استحالہ کذب کو لازم نہیں کہ کذب و جملہ نقائص  
 سرکار عزت کے لئے سرکار عزت کی قدرت میں نہ ہونے پر بھی اس کے مقدرات غیر متناہی ہیں اور انسان کتنی ہی ناپاکوں  
 پر قادر ہو آخر اس کے مقدرات محدود ہی رہیں گے اور متناہی کو نا متناہی سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی، ہاں یہ کہے کہ  
 ایک چیز بھی ایسی نکلنا جو انسان کے زیر قدرت ہو اور جن کے زیر قدرت نہ ہو محال ہے (اور بیشک ایسا ہی  
 ہے) اسی کو زیادت قدرت سے تعبیر کیا ہے تو اب ہم دریافت کرتے ہیں یہ خاص کذب کہ انسان سے واقع ہوا  
 قدرت خدا سے ہو یا قدرت خدا سے جدا، بر تقدیر اول وہ کون سی چیز نکلی جو انسان کے زیر قدرت تھی اور جن  
 کے زیر قدرت نہ تھی کہ یہ جو قدرت انسان سے ہوا خود مانتے ہو کہ قدرت رحمن سے ہوا پھر زیادت کہاں،  
 بر تقدیر دوم رحمن اگرچہ معاذ اللہ اپنے کروڑ کدہوں پر قادر ہو وہ کذب اس کذب کے عین نہ ہوں گے جو انسان سے

واقع ہوا بلکہ کذب ہونے میں اس کے مثل ہوں گے اور مثل پر قدرت ہے پر قدرت نہیں وہ خاص کذب انسانی جو قدرت انسانی سے واقع ہوا اسے صراحت قدرت خدا سے جدا کر رہے ہو تو خدا کا کذب ممکن بلکہ اب تازہ ایمان لنگوہی پر معاذ اللہ واقع مان کر بھی وہ کمال تو نہ کٹا کہ ایک شی جو زیر قدرت انسانی تھی زیر قدرت ربانی نہ ہوئی اس کی نوع مقدہ رضا ہوئی نہ کہ خود وہ فرد تو تو نے خدا و انسان کو دربارہ کذب برابر کے دو عاجز مانا کہ نوع کذب کے افراد سے جس فرد پر انسان قادر ہے خدا قادر نہیں اور جس فرد پر خدا قادر ہے انسان قادر نہیں۔

دیکھو کے بندہ! اسی پر اس مسئلہ میں ان اللہ علیٰ کل شیء قدیو (بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ ت) پڑھتے اور کذب الہی محال جانتے والے مسلمانوں پر عجیب ماننے کی تہمت رکھتے ہو، حالانکہ تم خود ہی وہ ہو کہ خدا کو اگر آدمقدورہ عبد پر قادر نہیں مانتے جب تو وزن برابر کرنے کو امثال مقدورات عبد خود اس کے نفس کریم میں گھڑنا چاہتے ہو قاتلکم اللہ (اللہ تعالیٰ انھیں ہلاک کرے۔ ت) کسی مذہب غبیث کی بھی تعلیق چھوڑ دے یا سب میں سے ایک ایک حقہ لو گے، یہ طائفہ معتزلہ سے طائفہ جہانیہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نفس مقدورات عبد پر قادر نہیں۔ مراقف میں ہے،

الجہانیۃ قالوا لا یقدر علی عین فصل  
الجہانیۃ الخ۔ جہانیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ عین فعل عبد پر قدرت نہیں رکھتا الخ (ت)

ہم اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ عین مقدورات عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ اسی کی قدرت کا طے سے واقع ہوتے ہیں اور ان کے امثال پر بھی کہ امثال عبد سے امثال فعل صادر کر سکتا ہے مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفس کریم سے ویسی ناپاکیاں صادر کر دکھائے اس سے وہ پاک و متعالی ہے، سبحن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت)  
اس کی مثال یوں سمجھو کہ زید و عمرو دونوں اپنی اپنی زوجہ کو طلاق دینے پر قادر ہیں مگر ایک دوسرے کی

علیہ یہ فہم امام ابوبکر کے قابل واضح تغایر لکھا ہے ورنہ مخلوق میں کسی فعل بعینہ پر دوسرے کو قدرت نہیں ہو سکتی کہ فعل فاعل سے تعین پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا، پانی پینا یا اٹھنا بیٹھنا وغیرہ جو زید سے صادر ہوا عمرو سے صادر نہیں ہو سکتا اس کی نظیر اس سے صادر ہوگی ۱۲ منہ نخل

علیہ یعنی ایسی طلاق جس میں اصل خود مختار ہو ۱۲ منہ

لہ القرآن الکریم ۴۴/۱۹

لہ المواقف مع شرح المواقف المرصد الرابع فی الصفات الوجودیۃ منشورات المشرعین الرضی قم ایران ۸/۶۳



زودہر کو طلاق نہیں دے سکتا تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پر قادر نہیں بلکہ اس کی نظیر پر قادر ہے، لیکن حق جل جود وہ فوں پر قادر ہے کہ ان میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا وہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع و موجود و مخلوق ہوگی تو اللہ تعالیٰ زید و عمرو ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پر بھی کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا، مگر امام الوہابیر کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جود کو طلاق دے سکتے ہیں خدا خود بھی اپنی جود و مقدور کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حد ہے، اس بے ایمانی کا ٹھکانہ ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چہاں سہر، یہ قضیہ بیشک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے اس سبب اور اس کے علاوہ ناقصا ہی اشیاء پر مولیٰ عزوجل قادر ہے وہ بقدرت ظاہریہ و باطنیہ اور حق بقدرت حقیقیہ ذاتیہ مگر اس حق کو یہ ناحق کوشش کس طرح باطل معض کی طرف لے گیا انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے انسان کی قدرت ظاہریہ صرف اسی قدر ہے قدرت حقیقیہ غلطی و ایجاد میں اس کا حصہ نہیں وہ خاص مولیٰ عزوجل کی قدرت ہے تو اس کلمہ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اس کے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہو گا مگر بقدرت خدا اس دل کے اندھے نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے، رخصت بھی خود اپنے لئے اس کے کسب پر قادر ہے سبحن اللہ رب العرش عما یصفون (یا کی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں۔ ست) اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا صحتہ الشیء منہ ہے نہ کہ صحتہ الشیء علیہ، اور صاف گمراہ کیا کہ ما یصح علی العبد یصح علی اللہ یا بندہ سے پر جاری ہو سکے خدا پر بھی جاری ہو سکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت و شیطنت بے انتہا ہے،

و سيعلم الذین ظلموا انھم منقلب  
اور حقیر غلام جان لیں گے کہ کس کر دھڑ پر پلٹا  
یتقلبون

دوبندی اسے قطعی دلیل کہتا ہے، ہم ایک فائدہ عجیبہ بتائیں، میں کہتا ہوں ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے مگر کاہے پر، وہابیہ و امام الوہابیر کے ایک ایک قول ایک ایک فقرے ایک ایک حرف و بابیت کے ابطال صریح پر، اس محبت عامۃ النور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمہ واضحہ کے بیان سے روشن و منیر،

عہ بمعنی مذکور ۱۲ مرتبہ

وہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے وہ ضرور فی الواقع حق و بجا ہے ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے باطل کو صحیح مان لے، امام و بابیہ نے اگرچہ اس کا کذب ممکن کہا مگر وہ یوں تھا کہ اس کے ظلم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اس کے خلاف کہے نہ یہ کہ خود اس کا علم ہی باطل و خلاف حق ہو اس کے امکان کی اس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگرچہ امکان جہل صراحتہ اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا کہ ایک بات معلوم نہ ہونا نہ کہ جہل مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا، اس کا امکان ان سے بھی مسطور نہیں، رہے ہم اہل اسلام، ہمارے نزدیک تو بھلا اللہ تعالیٰ یہ مقدمہ اہل بیہدایت و اعلیٰ ضروریات دین سے ہے، اگر خدا کا ظلم جائز اخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار و غیرہ جملہ سمیعات باطل محض ہو جائیں کہ ان کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں کسی دلیل کی عقل کسی استقامت کی عقل سے ان پر اعتقاد کر سکے ان کا اعتقاد محض برہنہ کلام الہی تھا اب اس کی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز اخطار کی بات ہے جانچ کا ہے سے ہوگی عقل سے، عقل وہاں مل سکتی ہی نہیں تو محض مل دینے ثبوت جاننا اور ان سب کا چھوڑ دینا لازم ہوا کذب نے تو بات ہی میں شبہہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ کی بلکہ نظر بند ہے وہاں اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیات معاد بلکہ خود اصل ایمان احمی توحید الہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وہ جسٹس و بابیہ کے طور پر خدا کے لئے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں ان کا نام صاف مان رہا ہے کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے تو واجب ہوا کہ خدا عورت سے نکاح بعدہ جماع بعدہ اس کے رحم میں اپنے لطفے کا ایقان کر سکے ورنہ قدرت میں انسانی سے گھٹ جو رہے گا، اور جب یہاں تک ہو لیا تو اب نقطہ ٹھہرانے اور بچہ بنانے اور پیدا کر لانے میں کیا زہر گھل گیا کہ ان سے عاجز رہے گا دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تک رہے گا، آخر وہ بابیہ کا ایک پُرانا امام ابن حرم غیر مقلد ظاہری المذہب مدعی عقل بالحدیث منہ بھر کر

علی مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف فقہ السرائیل من توہین الرشید و الخلیل وغیرہ نے جو اس ہزاران امام و بابیہ پر لازم امکان جہل و غیر شذائعات سے نقص کیا تھا، مولوی محمد حسن دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے عقائد گنگوہی کے بیان و حمایت میں اس کا جواب اخبار نظام الملک پرچہ ۲۵، اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھاپا "چوری ہشراب خوری جہل" ظلم سے معاذ اللہ فہم معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے تائد ہونا ضروری نہیں حالانکہ یہ بکیر ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔ دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہ بابیہ کا معبود چوریوں کر لئے شرابیں پئے، جاہل بنے، ظلم میں سے سب کچھ روا ہے، اعوذ باللہ من الخذلان اس پرچہ کی خرافات ٹھونکا رو آخر کتاب مستطاب سنجی السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ منہ۔

بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ہے، مل و نخل میں کتا ہے،

انہ تعالیٰ قادر اپن یتخذ ولد الذلولو یعقد لکان عاجزاً۔  
بیشک اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اولاد رکھے  
کیونکہ اگر اس پر قادر نہ ہوا تو عاجز ہوگا (ت)

اس کا رد سبھن السبوح صفحہ ۳۵۳ میں ملتا ہے، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحقِ عبادت ہوگا، قال اللہ تعالیٰ،

قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین۔  
تم فرما دو کہ اگر رحمن کے کوئی بچہ ہے تو سب سے پہلے  
اس کا پوجنے والا میں ہوں۔

تو ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزاروں خدا مستحقِ عبادت ممکن ہیں، عقلی استحالہ تو یوں گیا، رہا شرعی اس کے  
کہنے کو امکان کذب کیا تصور تھا کہ اب خدا کی بات سچی ہونی ضرور نہیں، جل مرکب ممکن مانا گیا، تو پوری رجسٹری  
ہو جائے گی کہ ممکن کہ اومائے توحید و مذہبِ شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب پر بنائے جل مرکب و  
غلط فہمی ہو، اب لا الہ الا اللہ بھی بات سے گیا و العیاذ باللہ سبھنہ و تعالیٰ، بالکلہ اللہ عز و جل پر  
جل مرکب محال بالذات ہونے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں تو یہ معتبر مرد کہ  
”جس بات کا حق جانتا خدا پروردگار ہے وہ ضرور حق و حجاز ہے۔“ برائی الی اللہ تعالیٰ ایمانی بھی ہے اور مخالفت کا تسبی  
اذعانی بھی، اس کا نام مقدر ایمانیہ رکھئے۔

اب خلاف وہابیہ وہابیہ جہات چاہئے فرض کر لیجئے خواہ وہ ہمارے موافق ہو یا ہمارے احکام  
سے بھی زائد مثلاً،

(۱) اسمعیل دہلوی تراکافرتھا۔

(۲) گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انیسٹی، تھانوی وغیرہم وہابی سب کھلے مرتد ہیں۔

(۳) جو کذب الہی ممکن کہہ لے۔

(۴) تفریۃ الایمان، تنزیر العینین، ایضاح الحق، صراطِ مستقیم تصانیف اسمعیل دہلوی، معیار الحق

تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر ان کس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہ

جملہ بیانات انہوی سب نفری دہل نہیں تر از بول ہیں، جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔

- (۵) جو باوصف اطلاع اقوال ای میں سے کسی کا معتقد ہو اطمینان کا بندہ جہنم کا کندہ ہے۔
- (۶) ای سبھا اور ان کے نظائر تمام جنسوں نے شانِ اقدس و ارفع رب العالمین و حضور پر نور سے المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رب العزت جل جلالہ کے مقابل ان محدود کی حمایت مروت رعایت کرے ان کی باتوں کی تحسین توجیہ تاویل کرے وہ عدو خدا و دشمن مصطفیٰ ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
- (۷) غیر مقلدین سب بے دین پکے شیطانیں پورے طامین ہیں۔

سات یہ اور سات ہزار اور، جو بات لوگ انسان اس کا اعتقاد نہیں کر سکتا ہر شخص پر اپنا جانتا ہے کہ آدمی ضرور ان میں سے ہر بات کے اعتقاد پر قادر ہے، یہ مقدمہ بدیہ عامۃ الورد و محض غار کئے کہ اس امر کا اعتقاد انسان کر سکتا ہے۔ مسلمانو! (اس) میں آپ کو اختیار رہا کہ وہ باہر کی جی بات کو چاہے اس کا مشار الیہ بنائے، اب اس مقدمہ بدیہ کو صغریٰ کیجئے اور مقدمہ بدیہ یعنی دہلوی ضلیل کا وہ دعویٰ ذیل کہ ”جو کچھ انسان کر سکتا ہے خدا کر سکتا ہے“ اسے کبریٰ بنائیے، شکل اول بدیہی الانشاج سے نتیجہ نکلا کہ اس امر کا اعتقاد خدا کر سکتا ہے“ اب اس نتیجہ کو صغریٰ کیجئے اور مقدمہ ایمانیہ کو کبریٰ کہ ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کر سکتا ہے قطعاً یقیناً حق ہے، شکل اول کا نتیجہ بدیہی ہو گا کہ یہ امر قطعاً یقیناً حق ہے، وہ باہر کو یہاں معارفہ بالقلب کی گنجائش نہیں کہ اپنے عقاید باطلہ کو کہیں انسان ان کا بھی اعتقاد کر سکتا ہے تو خدا بھی کر سکتا ہے تو یہ بھی حق ہیں کہ بنائے دلیل مقدمہ بدیہ ہے اور وہ ان پر حجت کہ ان کا اور ان کے امام کا ایمان ہے، ہائے نزدیک وہ باطل محض ہے تو کبریٰ قیاس اول مردود ہو کر پہلا ہی نتیجہ باطل ہو گا، اب کئے سفر کہ ہر تین ہی احتمال ہیں،

اول مقدمہ ایمانیہ کا انکار کرو اور اپنے خدا کا جمل مرکب میں گرفتار ہونا بھی جائز جانو، جب تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار جملہ سمیعیات اور خود اصل اصول دین لا الہ الا اللہ پر ایمان کو استغفار دو اور کئے کافر بنو۔

دوم اقرار کرو کہ مقدمہ بدیہ یعنی دہلوی ضلیل کی دلیل ذیل کا وہ شیطانی کلیہ مردود و ملعون و مضر و مذہب

عہ ظاہر ہے کہ کوئی خبر بھی ہوتی ہوگی یا باطل، اور سب جانتے کتے جانتے ہیں کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم از کم اور باطل کا اعتقاد حرام و ممنوع، اور فرض و حرام و جائز و ممنوع وہی شے ہوگی جس پر انسان کو قدرت یہاں ملحوظ ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہاں اول تو اسے تمہارا دل کب گوارا کرے

(فی لکھ الی الہدیٰ تھوویل      قد اشرب فی القلوب اسمعیل  
(نہیں ہدایت کی طرف پلٹنا کہاں نصیب ہوگا، تحقیق تمہارے دلوں میں اسمعیل (کی محبت)  
رہ چکی ہے۔ ت)

اور خدا کا دھرا سر پر براہ ناجاری اس کے انکار پر آدمی بھی تو تمہارا خصم کب مانے وہ کہے گا میرا استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا، اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے تو فریق کو اپنے مقدمہ سے پلٹ جانے کی گنجائش نہیں کماؤں کہ علماء الکرامہ (جیسا کہ علماء کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت) وہ نہ کوئی دلیل الزامی قائم ہی نہ ہو سکے، ہمیشہ مغلوب کے لئے یہ بھاگنے کا راستہ نکلا ہے کہ دلیل جس مقدمہ مسلم پر مبنی ہو اس سے انحراف کر جائے اور بالفرض وہ بھی درگزر کرے تو کیا یہ اقرار نہ ہے قول کی ضلالت پر اقتضار ہوگا، نہیں نہیں صاف صفا کہنا پڑے گا کہ امام ابوبکر باری سبح قدوس عزوجل کو ایسی شہینہ ناپاک گالی کہہ کر وہ لوں گالیوں پر مشتمل ہے کہ صریح خال مشعل بے دین ہو اور تم اور فلاں و فلاں اس کے سارے معتقدین بھی اسی کی طرح گمراہ بددین ہوں سوہرائے دونوں سے ڈار کر دو قراب نہ رہا مگر یہ تفسیر کہ ان سب نتائج کو جو تمہارے امام ہی کے

عنه فی مسلم الثبوت و شرحه فوائد الرجوت  
للمولیٰ بحر العلوم لو تم هذا لم یکن  
الدلیل المجد فی مفید الاثر امر اصلاً اذ  
یکن اعترافه بالخطأ فی تسلیم احدی  
المسلمات ولم یکن القضاء بالعسلة من  
مقاطع البعث والکل باطل علی ما تقر فی  
محلہ والحق ان السلم کالمضی وھن فی حکم  
الضوری لا یمح انکاسہ فانکارہ اشہ  
من الاثر امر آھ باختصاصہ منہ فی  
تعالیٰ عنه۔

مسلم الثبوت اور اس کی شرح فوائد الرجوت  
تصنیف مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے کہ  
اگر یہ تمام ہو جائے تو پھر دلیل جدلی بالکل مفید الزام  
نہ ہے کی کہ نہ ممکن ہوگا کہ خصم قضائے مسلم میں کسی کو خطا مانے  
اور مسلمت پر کسی حکم کا رد کرے اور یہ سب باطل ہے  
جیسا کہ ہم اس کو اپنے محل میں ثابت کر چکے ہیں، اور  
حق یہ ہے کہ مسلم حکم ضروری و بداہتہ میں مفروض بجا  
جاتا ہے جس کا انکار صحیح نہیں، پس اس کے  
انکار الزام سے شدید تر ہے اور باختصار  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)



گھر سے پیدا ہوئے حتیٰ جانور و دیوانہ اول و دہلوی آخر و گنگوہی و نانوتی و انبٹھی و تھانوی و دیوبندی اور خود اپنے آپ اور جملہ و پایہ اور سارے غیر متقلین سب کو کافر مرتد اور کفریت الایمان و براہین قاطعہ و تحذیرات الناس و معیار الحق و غیرہ تمام تصانیف و پایہ کو کفری قول اور پیشاب سے زیادہ نجس و بدنام تو، فرمائیے ان میں کون سا آپ کو پسند ہے جسے اختیار کیجئے اپنے اور اپنے امام سب کے کفر و نفی یا کم از کم گمراہی و بددینی کا اقرار کیجئے، کو کچھ جواب فرماؤ گے یا آج ہی سے مالکم لا تناصرون ۵ بل ہم الیوم مستسلمون (تمہیں کیا ہوا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں۔ ت) کا رنگ دکھاؤ گے کیوں

هل ثوب الجبار ما كانوا يا فکون والمحمد لله  
 رب العالمين وصلى الله تعالى على سيدنا  
 مولانا محمد وآله وصحبه اجمعين والله  
 تعالى اعلم وعلمه جل مجدده اتم واحکم۔  
 کیا کچھ بدلہ فابروں کو اس کا بلا جو وہ جھوٹ بولتے  
 تھے نا اور تمام تقریضیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو  
 تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارا  
 آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ اور ان کے تمام آل و اصحاب  
 پر درود نازل فرمائے، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے  
 اور اس کا علم اتم و احکم ہے (ت)

www.alabaziznetwork.org

عَلَّهِ اسْمِعِل ۱۲

عَلَّهِ تَذِيرِيس ۱۲

سَلَامُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۲۶/۲۵/۲۶